ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
جولائی 2005ء
مدیر
منصور احمد نورالدین

(نورالعین دائرۃ الخدمت الانسانیہ)

(ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس)

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کا جو روحانی پروگرام عطا فرمایا ہے براہ کرم اُس پر بھرپور طریق سے عمل کریں:-

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَيۡهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

والسلام
خاکسار
سید محمود احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

جولائی 2005ء

وفا 1384 ہش

جلد 52

شمارہ نمبر 7

مدیر

منصور احمد نورالدین

مجلس ادارت

لئیق احمد ناصر چوہدری، عبدالرحمٰن

وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر　پبلشر: قمر احمد محمود　مینیجر: عزیز احمد　پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)　مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی　قیمت 10 روپے ..... سالانہ 100

PH: +92 0476 212349 - 215415 - 212685　FAX: +92 0476 213091

اداریہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور پیار حاصل کرنے کا نسخہ

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور پیار حاصل کرنے کا نسخہ، جو کہ خود آپ نے اپنی زبان سے بیان فرمایا:-

''اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیاز مندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں۔ وہ ہمیں اس بات کا یقین دلا دے کہ وہ خادمِ دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے''۔

بارہا قسم کھا کر فرمایا کہ

''ہم ہر ایک شے سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو، بچے ہوں، دوست ہوں۔ سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے''۔

(الحکم ۲۴ رجنوری ۱۹۰۰ء، ملفوظات جلد اول ۳۱۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کا وارث بنائے۔

القرآن الحکیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

۱۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾

۲۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾

۳۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾

۴۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

۵۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾

۶۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ ع

۷۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

(ترجمہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی بے ذوقی و بے مزگی ہو۔ اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیے یعنی کبھی تکرار آیت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا اور کبھی تکرار آیت اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کا اور سجدہ میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ‘‘ (الحکم ۲۰ رفروری ۱۸۹۸ء صفحہ ۹، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ا صفحہ ۲۲)

سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہتر ہے۔ بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کا بدِلی توجہ وخضوع وخشوع تکرار کریں اور اپنے دل کو نزول انوارِ الٰہیہ کے لئے پیش کریں اور کبھی تکرار آیت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا کیا کریں۔ ان دونوں آیتوں کا تکرار ان شاء اللہ القدیر تنویر قلب وتزکیہ نفس کا موجب ہوگا۔ (الحکم ۲۴ رجون ۱۹۰۳ء صفحہ ۳، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ا صفحہ ۲۲)

الحدیث

....سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

.... میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' سے جبکہ وہ منبر پر تھے؛ سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اعمال تو نیتوں ہی پر ہیں اور یہ کہ ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس نے دنیا کے پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی، اس کی ہجرت اُسی امر کے لئے ہوگی جس کی خاطر اس نے یہ ہجرت کی۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم)

تشریح

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو ایک تہائی اسلام قرار دیا ہے اور بعض نے ایک تہائی علم کا اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بڑھ کر پر حکمت، پر معانی اور کوئی حدیث نہیں۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ ۱۴) بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور یہ جملہ درحقیقت بطور اس اصل الاصول کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ وار اور اعمال کی جواب دِہ ہستی بنا دیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔

(صحیح بخاری ترجمہ سید ولی اللہ شاہ صاحب جلد اول)

حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ھیں

''میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار دُرود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مَرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118، 119)

''......وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اِس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو''۔

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دِل میں آتا ہے مرے سَو سو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے
کیوں دِلوں پر اِس قدر یہ گرد ہے

دِل ہُوا جاتا ہے ہر دَم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم دَرد سے زیر و زَبَر
مر گئے ہم پر نہیں تُم کو خبر

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے
کچھُ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دِیں کُفر کے حملوں سے چُور
چُپ رہے کب تک خداوندِ غیور

اِس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شِرک و بِدعت سے جہاں پامال ہے

بد گُماں کیوں ہو خُدا کچھ یاد ہے
اِفترا کی کب تلک بُنیاد ہے

وہ خُدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مردِ مُفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروَری

(اعجازِ احمدی، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۴۲)

خطبہ جمعہ فرمودہ 27 رمئی 2005ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام بیت الفتوح، لندن

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ
يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۭ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(سورۃ النور: ۵۶)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے۔ اور آپؑ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا

چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہر حال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

بہر حال ایک تو اس دن کی اہمیت کی وجہ سے، آج 27 مئی ہے، اور دوسرے جو اس خطبے کا محرک بنا ہے وہ ایک مضمون ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا تھا لیکن آج کل اس کو کوئی شخص مختلف لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے تو خلافت کا مقام واضح کرنے کے لئے لکھا تھا اور اس کی وضاحت میں اپنے ذوق کے مطابق اس بات کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ خلافت جماعت احمدیہ میں کب تک چلے گی یا اس کی کیا صورت ہوگی۔ لیکن یہ بات بہر حال واضح ہے اور اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت میں کسی وقت بھی کسی انتشار کا پھیلانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ذہن میں نہیں تھا یا مقصد نہیں تھا۔ لیکن اس شخص نے جو آج کل مختلف لوگوں کو یہ مضمون بھیج رہا ہے اس کے عمل سے یہ لگتا ہے کہ جماعت خلافت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار ہو۔ مثلاً اس سے لگتا ہے کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے کہ بذریعہ ڈاک جن کو بھی مضمون فوٹو کاپی کر کے بھجوایا گیا اس پر لکھا گیا ہے، ایک مہر لگائی ہے کہ ایک احمدی بھائی کا تحفہ۔ اب اگر نیک نیت تھا تو نام کے ساتھ بلکہ نظام جماعت سے یا مجھ سے پوچھ کر بھیج سکتا تھا کہ اس طرح اس مضمون کی میں اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی ہوشیاری دکھائی ہے کہ مضمون انہیں الفاظ میں بھیجا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلیفہ معزول نہیں کیا جا سکتا وغیرہ کی وضاحتیں بھی اس میں ہیں۔ لیکن حضرت میاں صاحب کے اس نظریے کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں خلافت کی جگہ ملوکیت لے لے گی یعنی بادشاہت آجائے گی۔ تو بہر حال یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا ایک ذوقی نظریہ تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُس وقت اِس کا علم ہونے کے بعد اس نظریے کی تردید میں ایک وضاحت بھی شائع فرمائی تھی۔ آگے وضاحت میں کچھ باتیں کھولوں گا۔ تو ان صاحب کی حرکت سے لگتا ہے جیسے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء کی خلافت تو ٹھیک تھی لیکن اب خلافت نہیں رہی۔ بہر حال اس بارے میں اسی مضمون سے دکھاؤں گا جو حضرت میاں صاحب کا ہے کہ یہ ان صاحب کی عقل کا قصور ہے اور جن کو یہ مضمون بھیجے گئے ہیں ان میں سے بھی اگر کسی کے دل میں کوئی شک، کوئی شبہ ہے تو وہ بھی دور ہو جائے۔

لیکن اس سے پہلے جو میں نے آیت تلاوت کی ہے اس کی کچھ وضاحت کروں گا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، تم میں سے جو لوگ

ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنَّا لِلّٰہ ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہر حال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتادوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا

ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہر حال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد سلسلہ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ ضمنی باتیں تھیں، کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

(مشکوٰۃ۔ باب الأنذار والتحذیر)

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا۔ یہ دائمی ہے۔ اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔ اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔

یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور

خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔ اسی لئے اس پر قائم رکھنے کے لئے میں پہلے دن سے ہی مسلسل تربیتی مضامین پر اپنے خطبات وغیرہ دے رہا ہوں۔

یہ وعدہ یا خبر جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دے کر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''غرض (خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے''۔ (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) ''صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔''

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں''۔ فرماتے ہیں: ''لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری

ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔ اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں''۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک وقت میں بہت سارے ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ مختلف وقتوں میں آتے رہیں گے۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

تو دیکھیں کہ کتنا واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ توحید کے قیام اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص خاندان میں سے یا کسی خاص ملک میں سے ایسے لوگ کھڑے کروں گا جو دین کے استحکام کے لئے کوشش کریں گے بلکہ فرمایا کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعاؤں میں لگے رہو۔

پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آ رہا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہوگی اس علم کو بلند کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ یہ تو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔

اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائر پورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔

اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے

جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردد کوئی دنیاداری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔

اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے"۔

(شہادۃ القرآن۔روحانی خزائن جلد 6۔صفحہ 355)

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اول تک محدود رکھا جائے۔شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آگئیں اور بس۔اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہوگئیں۔اِنّا للّٰہ۔اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔

اب میں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے سچی وفا اور محبت رکھنے والی ہے اور وہ جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا،ہمیں بھجوا دیئے۔شیطان نے ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہوگیا۔لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور آجاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا۔ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔روحانی طور پر سلسلہ ختم ہو جائے گا۔لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا مکمل ہوگیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارے میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اُسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو

اتفاق رائے یا کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔

اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا۔ مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔ بہر حال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہیں۔ اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔ وہ ہے قرآن شریف کی آیت استخلاف یعنی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے۔ اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔ بہر حال اس کا تعلق تو نبی سے ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو۔ تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تاکہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔

بہر حال یہ بتا دوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔ تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضمناً بتا دوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے

مل گیا۔ اوراس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ (کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے کافی دیر ہوگئی) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔ بہرحال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے میں نے بتادیا، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ: ”عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہوگیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کوئی قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلے پر بار بار زور دیا ہے

کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کی تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں۔ سوائے ان امور کے جن سے بعض ابتلاء ملے ہوتے ہیں۔ ان میں علاقہ محمدیت، علاقہ موسویت پر غالب آ جاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مسیح اول صلیب پر لٹکایا گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ کیونکہ مسیح اول کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ انعام ہے۔ ابتلاء نہیں۔ اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آ سکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اول کی امت کو ملیں۔ کیونکہ مسیح اول کی پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کی پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصے سے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہوگا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا''۔ (الفضل 3/اپریل 1952ء)

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعود تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔

جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیت ہیں تو مجھے بتائیں۔

حضرت مصلح موعود ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں

رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔ پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ انتارش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے احباب جماعت کے لئے
دعاؤں، درود و استغفار اور نوافل اور نفلی روزہ رکھنے کی خصوصی تحریک

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ

المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔

پھر رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔

اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔

پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔

پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔

ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ضمناً یہ بتا دوں کہ گو میں مشرقی افریقہ کے تین ملکوں کا دورہ کر کے آیا ہوں اور وہاں اندرون ملک غریب جماعتوں تک پہنچنے کی کوشش بھی کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے ممالک مثلاً ایتھوپیا، صومالیہ، برونڈی، کانگو، موزمبیق، زیمبیا، زمبابوے وغیرہ کے لوگ بھی وفود کی شکل میں آئے ہوئے تھے اور ان سے بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ بعض لوگ تو سفر کی سہولتیں نہ ہونے اور کچی سڑکیں ہونے کے باوجود دو اڑھائی ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ اور غربت کے باوجود اپنے خرچ کر کے آئے تھے۔ ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ دنیاوی لیڈروں اور بادشاہوں کے لئے بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کو گھیر کے لایا جاتا

ہے۔ پاکستان وغیرہ میں تو اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لے کر آجاتے ہیں اور جانے کے لئے پھر بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے ملک کے لوگ ہیں ان کے لئے اکٹھے بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص جو نہ ان کی قوم کا ہے، نہ ان کی زبان جانتا ہے، نہ اور کوئی چیز کامن ہے اگر مشترک ہے تو ایک چیز کہ وہ احمدی ہیں اور خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ تو اسی لئے وہ اس قدر تردد کر کے آئے تھے اور یقیناً ان کو خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی وجہ سے انہوں نے یہ اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ پس جب تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان تمام نعمتوں سے حصہ لیتی رہے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جن کے بارہ میں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اخلاص و وفا اور اعمال صالحہ میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ وہ خلافت سے جڑے رہیں۔

اس دورے کے دوران ایک افسوسناک سانحہ بھی ہوا جس کا طبیعت پر بڑا اثر رہا۔ زیمبیا سے ایک وفد آیا ہوا تھا واپس جاتے ہوئے ان کا ایک حادثہ ہو گیا جس میں ہمارے غانین معلم جو وہاں تعینات تھے ابراہیم صاحب، ان کے سمیت پانچ احمدی شہید ہو گئے۔ ان میں ایک غیر احمدی ڈرائیور بھی شامل تھا۔ لیکن اس حادثے نے ان کے ایمان میں کمزوری نہیں پیدا کی بلکہ ان بچنے والوں اور وفات یافتگان کے عزیزوں کا تعلق جماعت سے اور بڑھا ہے۔ اور انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھا اور رضا سمجھا اور یہ اظہار کیا کہ موت تو کہیں بھی آسکتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جو زندہ ہیں ان کو ایمان میں اور مضبوط کرے اور جو وفات یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ یہ جو ہمارے غانین مبلغ تھے بہت وفا کا تعلق رکھنے والے، بہت خوبصورت نوجوان تھے۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے ان کا مسکراتا چہرہ گھوم جاتا ہے اور ملاقات کے وقت یہ عزم کر کے گئے تھے کہ ہم نئے سرے سے جماعت کے پیغام اور تربیت کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ ان کے ساتھ ان کی بیچاری پوری فیملی گئی۔ ان کی بیوی اور دو بچے بھی سفر کر رہے تھے۔ موقع پر وہیں ان کی اہلیہ اور ایک بچہ بھی شہید ہو گئے۔ اور ایک بچہ جس کی عمر پانچ سال ہے بچ گیا تھا۔ تو بہر حال اس بچے کے ذہن پر بھی حادثے کا بہت اثر ہوگا۔ اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ہر دکھ سے بچائے۔ ان سب کی میتیں غانا بھجوائی گئی ہیں جہاں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔ ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ ابھی جمعہ کی نماز کے بعد میں ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 رجون 2005ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

(مرسلہ: سید عطاء الواحد رضوی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اِس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروانہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہریک کیلئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 ردسمبر سے 29 ردسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 ردسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہریک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سَرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے

مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرتِ عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے''۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔

...... دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے...... یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ غیراس کے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیّت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علّتِ غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے''۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394 تا 396)

حضرت مسیح موعود علیہ والسلام نے 28 ردسمبر 1899 کے جلسہ سالانہ کے موقع پر کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل وقال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض وغایت آ کر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 265-266)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضورانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زرّیں، بیش قیمت ہدایات

حضورانور نے مشرقی افریقہ کے دورہ کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کینیا کو نہایت اہم زرّیں اور بیش قیمت ہدایات عطا فرمائیں جو الفضل ربوہ میں 18 مئی 2005ء کو شائع ہوئیں۔ یہ ہدایات ماہنامہ خالد میں دی جارہی ہیں تاکہ تمام عہدیداران ان سے استفادہ کرسکیں اوران قیمتی ہدایات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل تیار کرسکیں۔ (ادارہ)

10 بجے صبح نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیا کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ حضورانور نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مجلس عاملہ کے ممبران کا تعارف شروع ہوا۔

ٹرمنالوجی وہ استعمال کریں جو کانسٹی ٹیوشن میں ہو

اس ملک میں صدر کو چیئر مین کہتے ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ ٹرمنالوجی وہی استعمال ہوگی جو کانسٹی ٹیوشن میں ہے۔ صدر صدر ہوگا اگر کسی وجہ سے چیئر مین لکھنا ہے تو ساتھ بریکٹ میں لکھیں۔ اسی طرح جو صوبائی / ریجنل قائد ہیں وہ قائد علاقہ کہلائیں گے پھر ضلع کی مجالس ہیں، لوکل قائد ہیں۔ پھر آگے حلقہ جات ہیں، زعیم ہوتے ہیں اور پھر ان کے تحت سائقین کا نظام ہے۔ حضورانور نے بڑی تفصیل کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا یہ سارا نظام ان کو سمجھایا۔

ذیلی تنظیموں میں جماعتوں کی بجائے مجالس کا لفظ استعمال ہو

صدر صاحب نے بتایا کہ تین صد سے زائد جماعتوں میں قائدین موجود ہیں۔ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ جو جماعتی نظام ہے اس کے تحت جماعتیں ہوتی ہیں لیکن ذیلی تنظیموں میں جماعتوں کی بجائے مجالس کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے آئندہ سے مجالس کا لفظ استعمال کریں۔

شعبہ اعتماد

حضورانور نے فرمایا کہ معتمد کا یہ کام ہے کہ دفتر کا انتظام سنبھالتا ہے۔ دوسرے معنوں میں اس کا کام ایک جنرل سیکرٹری کا ہے۔ فرمایا روزمرہ کے کام کرنا، مجالس سے ماہانہ رپورٹس لینا، ان کو بار بار یاددہانی کروانا اور ہر کام کو Up Date رکھنا یہ معتمد کی ذمہ داری ہے۔ حضورانور نے بڑی تفصیل کے ساتھ معتمد کو اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔

حضورانور نے فرمایا کہ صدر، معتمد اور سب مہتممین کا مجالس کے قائدین سے ذاتی رابطہ ہونا چاہیے۔ جب تک آپ کا رابطہ

گراس روٹ لیول پر نہ ہو اور آپ کو صورتحال کا پوری طرح علم نہ ہو آپ کوئی پروگرام بنا نہیں سکتے۔ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

رپورٹس بروقت ہوں

حضور انور نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی کہ آپ براہِ راست خلیفۃ المسیح کو رپورٹ دینے کے پابند ہیں۔ ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہیں۔ آپ کی طرف سے ماہانہ رپورٹ آنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ اکٹھی دو چار ماہ کی یا اکٹھی سال کی بھجوادی۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ فرمایا رپورٹس میں نمازوں کے بارہ میں، چندہ کے بارہ میں، قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ پڑھنے کے لحاظ سے دوسرے تعلیمی وتربیتی پروگراموں اور اجلاسات کا ذکر ہونا چاہیے۔

قائد

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہر قائد کو علم ہونا چاہیے کہ اس کے تحت کتنے خدام ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ اس کی اپنی تجنید ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہیے۔

صدر صاحب نے بتایا کہ پہلے بارہ ریجنز میں خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ پھر سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ کیا آپ کے اجتماعات میں نئے چہرے بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ جائزہ لیا کریں، ہر اجتماع میں کتنے نئے لوگ آئے ہیں۔ اپنے اجتماعات میں نومبائع خدام کو شامل کریں۔

پھر حضور انور نے ماہانہ میٹنگ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور اس بارہ میں ان کو توجہ دلائی۔

نائب صدر

حضور انور نے صدر صاحب کو فرمایا آپ اپنے نائب صدر صاحب کے سپرد یہ خاص کام کریں کہ وہ تمام مجالس سے ماہانہ رپورٹس اکٹھی کریں اور وہ اس کے ذمہ دار ہوں، معتمد صاحب کے ذریعہ خطوط لکھوائیں اور بار بار یاد دہانی کروائیں۔

شعبہ مال

حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ کے چندوں کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا اور فرمایا خدام کو مالی نظام میں شامل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اور اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ فرمایا اس لحاظ سے تو آپ کی کوشش کا ابھی آغاز ہے۔ فرمایا اس بارہ میں مجالس کو مہتمم مال کی طرف سے بار بار یاددہانی کے خطوط جانے چاہئیں۔ حضور انور نے ان کے بجٹ کا تفصیل سے جائزہ لیا

اور فرمایا کہ آپ کی اس طرح رپورٹ تیار ہونی چاہیے کہ کمانے والے ممبرز کتنے ہیں اور کتنے ہیں جو طلباء ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو کمانے والے نہیں ہیں۔ فرمایا سارے ملک میں سے یہ ڈیٹا (Data) اکٹھا کریں۔

فرمایا اگر با قاعدہ سنجیدگی سے کام کریں گے اور اس کام کے لئے وقت دیں گے تو آپ کا چندہ بہت بڑھ سکتا ہے۔

شعبہ اصلاح وارشاد

حضور انور نے مہتمم اصلاح وارشاد کو ہدایت فرمائی کہ آپ سارے ملک کے لئے مہتمم ہیں اس لئے صرف کسی ایک شہر میں دعوت الی اللہ کے پروگرام نہیں بنانے بلکہ سارے ملک میں بنائیں۔ اس بارے میں سب قائدین مجالس کو Active کریں اور مسلسل رابطے رکھیں اور رپورٹس لیں اور خود بھی دوروں پر جائیں۔ ذاتی رابطہ رکھیں گے تو بہتر کام ہوگا۔

شعبہ اشاعت

حضور انور نے مہتمم اشاعت کو جو خدام الاحمدیہ کا ماہانہ رسالہ ''خادم'' نکالتے ہیں ہدایت فرمائی کہ اپنے رسالہ کا آغاز قرآن کریم کی آیت اور اس کے ترجمہ اور تشریح سے کریں اور پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ترجمہ اور تشریح کے ساتھ درج ہو۔ اور اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی اقتباس دیا جائے۔ اس کے بعد خلیفہ وقت کے خطبہ جمعہ، تقریر سے کوئی حصہ لیا کریں۔ فرمایا مشعل راہ سے بھی اقتباس لے کر شائع کیا کریں۔

شعبہ صنعت وتجارت

مہتمم صنعت وتجارت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ایسے خدام کی فہرست تیار کریں جو بیکار ہیں اور گھروں میں بیٹھے ہیں۔ ان کو کام میں Involve کریں۔ کوشش کر کے ان کو بھی کام پر لگائیں۔ یہ نوجوان فارمنگ شروع کریں اور مختلف نوعیت کے کام کریں۔ اس غرض کے لئے آپ کے بجٹ میں کچھ رقم مخصوص ہو اور یہ پروگرام ہو کہ بیکار خدام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے۔ فرمایا بیکاری ختم کئے بغیر آپ اپنے ملک کو اس لیول پر نہیں لا سکتے کہ آپ Independent ہو سکیں۔ امیر امیر تر ہو رہا ہے اور غریب غربت میں بڑھتا جا رہا ہے۔ آپس میں فاصلے بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس سلسلہ میں بہت محنت کرنا ہوگی۔

شعبہ اطفال

مہتمم اطفال کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ بچوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ دیں۔ جلسہ پر بچے آئے تھے لیکن نمازوں

میں ان کی حالت ایسی نہیں تھی جو احمدیوں والی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو نماز سکھائیں اور با قاعدہ تربیت کریں اور اطفال کی تنظیم کا حصہ بنائیں۔ فرمایا اطفال کی تربیت پر بہت توجہ دیں۔

شعبہ تعلیم اور شعبہ تربیت

شعبہ تعلیم و تربیت کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ دونوں شعبے علیحدہ علیحدہ ہیں اس لئے ان کے علیحدہ علیحدہ مہتمم ہونے چاہئیں۔ حضور انور نے تعلیمی کلاسز، قرآن کریم کی کلاسز اور پھر نصاب مقرر کر کے امتحان لینے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے فرمایا امتحان میں مجلس عاملہ کے تمام ممبران شامل ہوں۔

تربیت کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ با قاعدہ سب مجالس میں تربیتی کلاسز ہونی چاہئیں۔ خدام کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا جائے، نماز، اس کا ترجمہ سکھایا جائے، نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو اور قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ ہو۔ دینی معلومات کا ان کو علم ہو۔ فرمایا اپنی تربیتی کلاسز میں مربیان اور معلمین سے بھی مدد لیا کریں۔

شعبہ تجنید

حضور انور نے مہتمم تجنید کو ہدایت فرمائی کہ اپنی تجنید مکمل کریں۔ اس سلسلہ میں بار بار قائدین کو یاد دہانی کروائیں۔ تجنید کی تکمیل کے لئے مربیان، معلمین اور مستعد قائدین سے رابطہ کر کے ان کی بھی مدد لیں۔ یہ ریموٹ (Remote) ایریا میں جائیں اور Data اکٹھا کریں۔

شعبہ وقار عمل

شعبہ وقار عمل کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تمام مجالس کے وقار عمل کی رپورٹ لیا کریں۔ بیوت الذکر اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں صفائی ہو۔ دیہاتوں کی گلیوں کو بھی صاف کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں بھی اس بارے میں ہدایات دی تھیں۔ فرمایا سب مجالس میں وقار عمل ہونے چاہئیں اور اس کی با قاعدہ رپورٹ لیا کریں۔

شعبہ صحت جسمانی

مہتمم صاحب صحت جسمانی کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تمام مجالس میں خدام کے لئے کھیلوں کا انتظام ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ صرف کسی ایک دو شہروں میں کھیلوں کی سہولیات حاصل ہوں۔ ہر مجلس کے خدام کے لئے کھیلوں کے پروگرام بنائیں اور

پھر باقاعدہ اس کی رپورٹ لیا کریں۔

شعبہ عمومی

حضور انور نے فرمایا مہتمم عمومی کے لئے کسی ایسے خادم کو مقرر کریں جو اس کام کے لئے موزوں اور مناسب ہو۔ فرمایا ڈیوٹی لگانا، سیکیورٹی کا انتظام کرنا، جلسہ سالانہ پر سیکیورٹی کی ڈیوٹیز اور ایمرجنسی وغیرہ یہ سب شعبہ عمومی کے کام ہیں۔

حضور انور نے **مہتمم امور طلباء اور مہتمم تحریک جدید** مقرر کرنے کی ہدایت فرمائی اور ان کے شعبوں اور کام کے بارہ میں تفصیل سے سمجھایا۔

شعبہ اطفال

حضور انور نے فرمایا اطفال الاحمدیہ کو وقف جدید کے نظام میں شامل کرنا مہتمم اطفال الاحمدیہ کا کام ہے۔ انہیں چاہیے کہ اس کا انتظام کریں اور اطفال کو چندہ وقف جدید کے نظام میں شامل کریں۔

حضور نے مجلس عاملہ کے ممبران کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اب پروگرام بنائیں مستعدی سے کام کریں۔ گزشتہ عرصہ میں جو کمیاں، خامیاں رہ گئی ہیں ان کو سامنے رکھیں اور دور کریں۔ اور اپنے کام کی باقاعدہ ہر ماہ مجھے رپورٹ بھجوائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ سکیم بنا کر کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس پر عملدرآمد کروانا ہوتا ہے اور وہ بھی معین مدت کے اندر جو اس غرض کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ اپنے سب قائدین کو Active کریں تو پھر آپ کا جو ٹارگٹ ہوگا وہ آپ حاصل کر لیں گے۔ اگر آپ کے قائدین گراس روٹ لیول سے Active نہ ہوں تو پھر آپ سب کچھ ضائع کر دیں گے۔ اس لئے سائقین سے لے کر اوپر تک اپنے نظام کو مستعد اور مضبوط کریں اور فعال بنائیں۔

آخر پر حضور انور نے ممبران مجلس عاملہ کو خدام الاحمدیہ تنظیم کے اغراض و مقاصد کے بارہ میں تفصیل سے بتایا۔ حضور انور نے فرمایا اگر جماعتی نظام بھی مضبوط اور مستحکم ہو اور ذیلی تنظیمیں بھی مستعد اور فعال ہوں تو پھر جماعت کی ترقی غیر معمولی رفتار سے ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

مرزا اسد اللہ غالب

چاہیے اچھوں کو، جتنا چاہیے
یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر
جائے مے، اپنے کو کھینچا چاہیے

چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل؟
بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے!

چاک مت کر جیب، بے ایامِ گل
کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ ہے بیگانگی
منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے

دشمنی نے میری، کھویا غیر کو
کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے

اپنی، رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی
یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اُس کی دیکھا چاہیے

غافل، اِن مہ طلعتوں کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

چاہتے ہیں خوبرویوں کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے ہونے والے بعض عظیم الشان منصوبوں کی روداد

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است

مجلس خدام الاحمدیہ کے بنیادی پروگراموں میں سے ایک پروگرام بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔ دراصل خدام الاحمدیہ کے نام میں ہی خدمت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ خدمت کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے خدام الاحمدیہ ہمیشہ نت نئے طریق سوچتی رہی ہے اور ان پر عمل پیرا ہوتی رہی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خلیفۂ وقت کی براہ راست راہنمائی اور نگرانی میں خدمت کے کاموں میں بہت وسعت پیدا ہوتی چلی جارہی ہے۔ اسی حوالے سے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان خدا تعالیٰ کے فضل سے خدمت خلق کے امور سرانجام دینے میں ہمہ وقت مصروف عمل ہے۔ اسی جذبہ کے تحت بلا امتیاز ہر ضرورت مند شخص کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش میں ہر لحہ صف اول پر رہی ہے۔ عطیۂ خون اور عطیۂ چشم جیسے خدمت خلق کے کاموں کو کچھ عرصہ پہلے شروع کیا اور اب ان میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ وسعت پیدا ہوگئی ہے۔ اس وسعت کے پیشِ نظر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضل عمر ہسپتال کے سامنے ایک وسیع، خوبصورت اور تمام جدید سہولتوں سے آراستہ تین منزلہ عمارت ''نور العین۔ دائرۃ الخدمۃ الانسانیہ'' تعمیر کی گئی ہے جو بلڈ اینڈ آئی بنک کے لئے استعمال ہوگی۔

نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیہ

مورخہ 17 / اپریل 2005ء کو صبح ساڑھے دس بجے ''نور العین۔ دائرۃ الخدمت الانسانیہ'' کی افتتاحی تقریب اسی عمارت کے سیمینار ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ نور العین کے مکمل تعارف پر مشتمل رپورٹ مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب مہتمم خدمت خلق نے پیش کی۔

مرکز عطیہ خون

مکرم مہتمم صاحب نے رپورٹ میں بتایا کہ مرکز سلسلہ اور اس کے گردونواح میں اس کام کی وسعت کے پیش نظر اس خدمت کو منظم کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے 20 / جولائی 1994ء کو احاطہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں مرکز عطیہ خون قائم کیا۔ تمام ضروری سامان کے ساتھ ساتھ تجربہ کار لیبارٹری ٹیکنیشنز کی خدمات حاصل کی گئیں۔

اس کے قیام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''بلڈ بنک کھولنے کی مساعی قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ خدام کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق بخشے اور فضل عمر ہسپتال کے مریض اس کام سے فائدہ اٹھائیں۔''

اس کے بعد کام کی اہمیت اور وسعت کے پیش نظر ایک عمارت کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو احاطہ ایوان محمود میں اس کار خیر کے لئے ایک عمارت تعمیر کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد مورخہ 8 / مارچ 1999ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ اس وقت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے، نے اجتماعی دعا کے ساتھ رکھا۔

2000ء کی مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس مشاورت کے بعد بلڈ بنک کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا فیصلہ ہوا۔ کیونکہ کام کی وسعت کی وجہ سے کشادہ اور وسیع جگہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ نومبر 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ بلڈ بنک کے لئے فضل عمر ہسپتال کے سامنے صدر انجمن احمدیہ کی جگہ میں سے اگر کوئی جگہ مل جائے تو بہت موزوں ہوگی۔ حضور نے ازراہ شفقت اس درخواست کو مورخہ 27 / ستمبر 2000ء کو منظور فرمایا اور جگہ کی اجازت مل گئی۔ اس کے نقشہ کے لئے مکرم پروفیسر طارق احمد صاحب لاہور سے رابطہ کیا گیا کیونکہ پہلے بلڈ بنک کا ڈیزائن بھی انہوں نے ہی تیار کیا تھا۔ چنانچہ فوری طور پر تین منزلہ تعمیر کے لئے ڈیزائن تیار ہو گیا اور اس کام کا آغاز کر دیا گیا۔

شروع میں مکرم تسلیم احمد صاحب آف سرگودھا نے 4 ماہ تک نگرانی کی۔ ان کے بعد مکرم محمد اسلم راشد صاحب نے تقریباً اڑھائی سال اس کام کی نگرانی کی اور اس کے تمام سٹرکچر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے گراؤنڈ فلور کے سریا کی ڈیزائننگ مکرم پروفیسر عارف صاحب اور بقیہ ڈیزائننگ مکرم پروفیسر محمود حسین صاحب آف لاہور نے کی۔

مکرم پروفیسر محمود حسین صاحب آرکیٹیکٹ لاہور نے بڑی محنت سے گراؤنڈ فلور، فرسٹ فلور اور سیکنڈ فلور کے سٹرکچر کو مکمل کروایا۔ آپ ہر پندرہ دن کے بعد ربوہ تشریف لاتے رہے اور کام کی نگرانی کرتے رہے نیز چھت ڈالنے کے وقت بھی خاص طور پر حاضر ہوتے۔

اکتوبر 2002ء میں مکرم مدثر احمد صاحب آرکیٹیکٹ و انٹیریئر ڈیزائنر نے بھی اس کی ڈیزائننگ میں حصہ لیا۔ فرشوں اور دروازوں کی تمام ڈیزائننگ مکرم مدثر احمد صاحب نے تیار کی۔ عمارت کی تعمیر کا کام مکرم ٹھیکیدار عتیق الرحمٰن صاحب نے کیا۔ اس بلڈ بنک کی تعمیر میں درج ذیل بعض احباب نے نہایت محنت اور دلجمعی سے کام کیا۔

لکڑی کا کام	ٹھیکیدار محمد امین صاحب	ایلومینیم ورک	مکرم منیر احمد ہاشمی صاحب
سٹیل فیبریکیشن	مکرم مہر دین صاحب	شیشہ فٹنگ	مکرم عزیز احمد صاحب
الیکٹریکل ورک	مکرم محمد ظفر اللہ صاحب مکرم محمد افضل صاحب	سینٹری ورک	مکرم شفقت احمد صاحب

بلڈ اینڈ آئی بنک کے گراؤنڈ فلور پر 15mm کا بلٹ پروف شیشہ استعمال کیا گیا۔ ربوہ میں پہلی مرتبہ بلٹ پروف شیشہ استعمال ہوا ہے۔ بلڈ بنک میں سورج کی روشنی کے لئے ایک بڑا ڈوم بھی بنایا گیا ہے۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بنک کا تعارف کراتے ہوئے مکرم مہتمم صاحب خدمت خلق نے بتایا کہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی بنیاد نومبر 2000ء میں رکھی گئی۔ اس ایسوسی ایشن کا بنیادی مقصد کارنیا (آنکھ کے بیرونی پردے) کی بیماری کا شکار نابینا افراد کو بینائی فراہم کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے اردگرد ایسے بے شمار افراد موجود ہیں جن کی آنکھ کا تمام اندرونی نظام تو درست ہے لیکن کسی بیماری یا چوٹ کی وجہ سے ان کی آنکھ کا بیرونی پردہ یعنی کارنیا متاثر ہو جاتا ہے۔ ایسے افراد کو اگر صحت مند کارنیا مل جائے تو ان کی آنکھیں دوبارہ روشن ہو سکتی ہیں۔ دنیا کے بعض ممالک مثلاً سری لنکا میں وفات کے بعد کارنیا عطیہ (Donate) کرنے کا تصور موجود ہے جبکہ پاکستان میں کارنیا عطیہ (Donate) کرنے کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بنک کے تحت احباب جماعت کو عطیہ چشم کی وصیت کے ذریعے آئی ڈونر بنایا جاتا ہے اور وفات کے بعد حاصل شدہ صحت مند کارنیا مستحق نابینا افراد کو پیوند کر دئے جاتے ہیں۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے تحت اب تک 11500 سے زائد احباب جماعت عطیہ چشم کی وصیت کر کے باقاعدہ آئی ڈونرز بن چکے ہیں۔ گزشتہ چار سالوں میں کارنیا کی پیوندکاری کے کل 63 آپریشنز ہو چکے ہیں جن کے مجموعی نتائج تسلی بخش ہیں۔ ربوہ برانچ کے علاوہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی پاکستان بھر میں کل 26 برانچز ہیں جو مرکز کی زیر نگرانی کام کر رہی ہیں۔ اب تک 5 برانچز لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا اور جھنگ سے بھی کارنیا حاصل کئے جا چکے ہیں۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کا ابتدائی دفتر ایوان محمود میں مرکز عطیہ خون کی پرانی عمارت کی بیسمنٹ میں قائم کیا گیا تھا جو اب الحمدللہ اس نئی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نئی عمارت کا نام از راہ شفقت ''نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیہ'' عطا فرمایا ہے۔

اس عمارت میں ایک گراؤنڈ فلور ہے۔ جس میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

مرکز عطیہ خون	تھیلیسیمیا، ہیموفیلیا سنٹر	2 عدد لیبارٹریز
ڈاکٹر (انچارج آفس)	ایڈمن آفس	انتظار گاہ
جنریٹر روم (50.KV) آٹومیٹک		

بلڈ بنک کی خدمات

بلڈ بنک کے تحت درج ذیل کام کیئے جائیں گے:-

☆ متبادل کی بنیاد پر خون مہیا کرنا۔ کوالٹی کا خیال رکھنا۔ خون کی سکریننگ کر کے صحت مند خون مہیا کرنا (Hepatitis VDRL، HIV، B,C (سفلس) کے لئے بلڈ سکریننگ کی جائے گی)

☆ بلڈ پروڈکٹس بنائی جائیں گی۔ ایک ہول بلڈ یونٹ سے درج ذیل پروڈکٹس بنائی جاتی ہیں۔ اس کے لئے انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کی مشینری خرید لی گئی ہے۔ (یہ سارے کام الحمدللہ شروع ہو چکے ہیں)

Packed Red Cells — (Plasma) پلازمہ (پانی والا حصہ)

Platelets پیلے ذرات — کرائیو پریسپٹیٹ (Cryoprecipitete)

Packed Red Cells سے واشڈ سرخ ذرات بنائے جاتے ہیں اور پلازمہ سے Cryoprecipitete بنائے جاتے ہیں جو کہ ہیموفیلیا کے مریضوں کے کام آتے ہیں۔ اس طرح اب ہم ان پروڈکٹس کی وجہ سے تھیلیسیما اور ہیموفیلیا کے مریضوں کا علاج کر سکیں گے اور ساتھ ساتھ ان پروڈکٹس کے حوالہ سے مختلف ضروریات بھی پوری کر سکیں گے۔

☆ تھیلیسیما و ہیموفیلیا کے مریضوں کے لئے مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

(1) فری ٹرانسفیوژن کی سہولت (2) فری علاج کی سہولت

پیتھالوجی لیبارٹری میں ایمرجنسی ٹیسٹوں کے علاوہ تقریباً سارے روٹین ٹیسٹ کیئے جائیں گے۔ مثلاً T.F.T (تھائیراڈ فنکشن ٹیسٹ)، Hepatitis B,C اور ایڈز کے ٹیسٹ بھی کیئے جائیں گے۔ L.F.T (لیور فنکشن ٹیسٹ)۔ یوریا Creatinine، Urea، یورک ایسڈ لیول، R.A Factor، ASOT۔ کولیسٹرول Cholestrol۔ شوگر کے ٹیسٹ CBC، Urine/Re، Stool/Re وغیرہ

عمارت کا تعارف

پہلی منزل

1۔ آئی OPD: آئی سپیشلسٹ جنرل آئی OPD کریں گے۔ 2۔ مردانہ آئی وارڈ 3۔ زنانہ آئی وارڈ

4۔ آپریشن تھیٹر، جس میں کارنیا ٹرانسپلانٹ (Keratoplasty) کے آپریشن ہوں گے۔ نیز آنکھ کے حوالے سے دوسرے جنرل آپریشن بھی ہو سکیں گے۔ 5۔ سٹور

دوسری منزل

1۔ دفتر صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن 2۔ دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن 3۔ دفتر خدمت خلق 4۔ سٹور

5۔ ملٹی پرپس سیمینار ہال، جس میں 80 کرسیوں کی گنجائش ہے۔ جہاں لیکچرز، میٹنگز اور ٹریننگ کلاسز کا اہتمام کیا جائے گا۔

6۔ میٹنگز و نماز کی ادائیگی کے لئے کمرہ

اس کے علاوہ دو کوارٹر بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ نیز ایمبولینس کے لئے گیراج بنایا گیا ہے۔

تمام سامان کی حفاظت کے لئے ایک کارکن مکرم الیاس باجوہ صاحب کو مقرر کیا گیا ہے جو ہر قسم کے سامان کی آمد کا حساب کتاب رکھتے رہے ہیں۔ شروع میں اس کام کی نگرانی مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے کی اس کے بعد مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نے تمام کام کی دن رات نگرانی کی۔

اس بلڈ و آئی بنک میں مکرم محمد اشرف بلال صاحب، مکرم نوید احمد خان صاحب اور مکرم حیدر الدین صاحب ٹیپو کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

رپورٹ کے بعد ان احباب نے سٹیج پر آ کر اپنے تاثرات کا اظہار کیا جن کی نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے تحت آنکھوں کے آپریشنز کے ذریعہ بینائی بحال ہوئی تھی۔ بعدہ مکرم سید محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور اس دن ہونے والے دیگر پروگراموں کا تعارف کرایا۔

مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس تقریب کے لئے نمائندہ بھی تھے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کے اس خُلق کا ذکر فرمایا ہے جو مریضوں سے ہمدردی، بہبودی اور امداد سے متعلق ہے۔ آج ہم سب ایسے ادارے کے افتتاح کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں جس کا بنیادی مقصد اسی خلق سے وابستہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بابرکت تو اردہے۔ اللہ ان سب اداروں کو مریضوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ تمام احباب اور دوست جنہوں نے اس کار خیر میں مدد کی ہے اللہ ان کے اخلاص میں برکت دے اور ان کو نیکی اور تقویٰ میں پہلے سے بڑھ کر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے اختتامی دعا کرائی۔ جملہ مہمانان کی خدمت میں وہیں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال و ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا سنگ بنیاد

۱۷ اپریل کی شام ساڑھے پانچ بجے طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال و ریسرچ انسٹیٹیوٹ واقع دارالرحمت کا سنگ بنیاد مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اینٹ رکھ کر دعا کے ذریعہ کیا۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال کے بالمقابل ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کا مہمان خصوصی نے افتتاح کیا اور نئی تعمیر ہونے والی عمارت کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد ٹینس اور سکواش کورٹس کا افتتاح ان کورٹس میں شارٹس لگا کر کیا۔ ان عمارات کی باقاعدہ تقریب اسی احاطہ میں منعقد ہوئی۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال و ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے تعارف پر مشتمل رپورٹ مکرم ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب نے پیش کی۔

انہوں نے بتایا کہ آج سے پانچ سال پہلے 2 / مارچ 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے قیام کی منظوری عطا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:۔

”مجلس خدام الاحمدیہ خدمت خلق کے تحت ہومیو پیتھی کے فروغ کے لئے جس وسیع منصوبے کا ارادہ رکھتی ہے میں اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ بہت نیک کام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ لوگ شفاء پائیں۔“

طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں گزشتہ پانچ سالوں میں پاکستان بھر اور باقی دنیا سے آنے والے چار لاکھ دو ہزار چار سو نوے مریضوں کا بلا معاوضہ علاج کیا گیا۔ ان میں ربوہ اور پاکستان کے دیگر 198 شہروں سے آنے والے تین لاکھ ننانوے ہزار اور 35 مختلف ممالک سے آنے والے تین ہزار چار سو اسی مریض شامل ہیں۔ مریضوں کو بذریعہ کوریئر سروس ادویات بھجوانے کا بھی کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔

طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دار الرحمت میں چھ کنال آٹھ مرلے پر مشتمل قطعہ عنایت فرمایا۔ اس پر تعمیر ہونے والی عمارت بیسمنٹ سمیت چار منزلوں پر مشتمل ہوگی۔

اس میں دو بڑے ویٹنگ رومز کے علاوہ استقبالیہ، رجسٹریشن سیکشن، ریکارڈ روم اور OPD کے علاوہ کلینیکل لیبارٹریز بھی ہوں گی۔ نیز چار وارڈز، ICU، پرائیویٹ رومز کے علاوہ ریسرچ لیبارٹریز، میوزیم اور جدید ساؤنڈ سسٹم کے ساتھ ایک بڑا کانفرنس ہال ہوگا۔

خدا کے فضل سے طاہر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں گزشتہ پانچ سالوں میں اب تک بیس (20) نئی ادویات تیار ہو چکی ہیں۔ جن پر وسیع پیمانے پر پروونگ اور تجربات جاری ہیں۔ ادویات کی بڑے پیمانے پر تیاری کے لئے ایک جدید فارمیسی بھی بنائی جا رہی ہے۔ نیز ایک ہومیو پیتھک کالج بھی اس نئی عمارت میں قائم کیا جائے گا۔

دیگر سہولیات میں لفٹ، ایئر کنڈیشننگ اور بجلی کے متبادل انتظام کے لئے ہیوی جنریٹرز بھی شامل ہیں۔ نیز لفٹ کے علاوہ ایک ریمپ بھی رکھا گیا ہے۔ پارکنگ کے لئے احاطہ کے اندر ایمبولینس کے علاوہ کچھ گاڑیوں کی پارکنگ کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ بقیہ پارکنگ احاطے کے باہر دونوں طرف ہوگی جس میں سائیکل سٹینڈ اور کار پارکنگ دونوں شامل ہیں۔ ایک بڑی کینٹین بھی مریضوں کے علاج کے دوران ان کے لواحقین کی ضروریات کے لئے ہوگی۔

بلڈنگ کا ڈیزائن آرکیٹیکٹ مکرم شیخ تنویر احمد صاحب آف راولپنڈی نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے۔ عمارت کے سٹرکچر ڈیزائنر مکرم کرنل مظفر احمد صاحب ہیں۔ سائیٹ انجینئر کے فرائض مکرم محمد اکرم جاوید صاحب ادا کر رہے ہیں۔ تعمیر کی نگرانی مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کر رہے ہیں اور اس عمارت کی تعمیر کا کل رقبہ 58 ہزار مربع فٹ ہے۔

ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس

۷ار اپریل کی شام کو ہی ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کا افتتاح ہوا اس کی تعارفی رپورٹ مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب نے پیش کی انہوں نے بتایا کہ ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے قیام کا بنیادی مقصد ربوہ اور گردو نواح کے مقامات پر آتشزدگی یا دیگر حادثات کے مواقع پر فائر فائٹنگ اور ریسکیو ورک کی خدمات مہیا کرنا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت مورخہ 19 راگست تا 2 رستمبر 2000ء پہلی فائر فائٹنگ کلاس کا انعقاد ہوا۔ نومبر 2000ء میں یہ فائر سروس تنظیمی طور پر فعال ہوئی۔ اس کے پہلے نگران مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب تھے۔ فائر سروس کا ابتدائی دفتر ایوان محمود میں مرکز عطیہ خون کی پرانی عمارت کی بیسمنٹ میں قائم کیا گیا تھا۔ اب اس کی نئی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اس نئی تعمیر ہونے والی عمارت کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

اس دو منزلہ عمارت کے گراؤنڈ فلور پر ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے استقبالیہ (Reception) کے علاوہ ایک سٹنگ لاؤنج (Sitting Lounge) اور ایک سپرنٹنڈنٹ آفس ہے۔ جبکہ فرسٹ فلور پر فائٹرز کے لئے ایک عدد کلاس روم ہے۔ جہاں فائر فائٹرز کے ریفریشر کورسز اور ٹریننگ کلاسز منعقد کی جاتی ہیں۔ فرسٹ فلور پر ایک گیسٹ روم، ریسٹ روم اور کچن بھی بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نچلی منزل پر ایک بڑا ہال بنایا گیا ہے جہاں فائر ٹرکس کھڑے ہوتے ہیں نیز فائر سروس سے متعلقہ سامان رکھنے کے لئے ایک سٹور بھی بنایا گیا ہے۔

اس فائر سٹیشن کی تعمیر کے لئے مکرم پروفیسر محمود حسین صاحب نے اس کے ڈیزائن اور سٹرکچر پر کام کیا ہے۔ اس کا نقشہ مکرم طارق احمد صاحب نے بنایا۔ مکرم مدثر احمد صاحب نے انٹیریئر ڈیزائننگ کے کام میں حصہ لیا۔ تعمیر کے دوران مکرم محمد اسلم راشد صاحب نے سائیٹ انجینئر کے فرائض ادا کئے۔ تعمیر کا کام شروع میں ٹھیکیدار نعمت اللہ صاحب نے کیا بقیہ کام ٹھیکیدار مبارک احمد صاحب نے کیا۔ الیکٹریشن کے فرائض محمد ظفر اللہ صاحب نے ادا کئے جبکہ سنٹری فٹنگ کا کام مکرم رشید احمد صاحب نے کیا۔ اس کے علاوہ لکڑی اور پینٹ کا کام محمد امین صاحب اور سٹیل کا کام مہر دین صاحب نے کیا۔ اس جملہ تعمیر کی مجموعی نگرانی کے فرائض مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نے بطریق احسن سرانجام دئے۔

مکرم مہتمم صاحب نے خدمت خلق کے اس کام میں وسعت کے بارے میں بتایا۔ قبل ازیں فائر سروس کا کام صرف فائر فائٹنگ تک محدود تھا لیکن بعد میں خدمت خلق کے دائرے کو مزید وسیع کرنے کی غرض سے ریسکیو ورک اور فرسٹ ایڈ کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اکتوبر 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس فائر سروس کا نام ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس رکھنے کی منظوری مرحمت فرمائی۔

ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے پاس اس وقت تین عدد فائر ٹرکس اور فائر فائٹنگ اور فرسٹ ایڈ کا ضروری سامان موجود ہے۔ عملے میں ایک فائر سپرنٹنڈنٹ، پانچ فائر مین، چار ڈرائیور، ایک اکاؤنٹنٹ اور ایک مددگار کارکن شامل ہیں جبکہ 40 سے زائد

رضا کار فائر فائٹر آن کال ہوتے ہیں۔ کسی آتشزدگی کے واقعہ کی اطلاع ملتے ہی فوری طور پر ان فائر فائٹرز سے رابطہ کر کے فائر فائٹنگ ٹیم مطلوبہ مقام پر بلوالی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ فائر فائٹرز دیگر اہم مواقع اور جماعتی تقاریب پر بھی ڈیوٹی دیتے ہیں۔

مکرم و محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے جو کہ اس تقریب کی مہمان خصوصی تھے، نے اختتامی کلمات میں فرمایا کہ ''آج ہم یہاں مختلف اداروں یا شاخوں کی تقاریب میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اداروں کے مقاصد کو احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے''۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے ہونے والے بعض عملی مظاہروں کے بارے میں مختصر بریفنگ دی اور پھر احباب نے وہ عملی مظاہرے دیکھے۔

بعض عملی مظاہرے

دعا کے بعد حاضرین کو فائر فائٹنگ، سراغ رسانی، مارشل آرٹس اور جوڈو کراٹے وغیرہ کے عملی مظاہرے دکھائے گئے۔ سب سے پہلے فائر فائٹنگ کے وسیع احاطے میں مصنوعی طور پر ایک گاؤں دکھایا گیا جس میں ایک تخریب کار نے بم دھما کہ کیا وہاں کچھ زخمی دکھائے گئے اور جہاں آگ کا دھواں بھی اٹھ رہا تھا۔ آن کی آن میں ایمبولینس آئی جس پر رضا کار نوجوان سوار تھے انہوں نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا، زخمیوں کو ایمبولینس میں ڈالا گیا اور ایمبولینس ہسپتال کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس تخریب کار کو پکڑنے اور اس کا سراغ لگانے کے لئے ایک خاص سراغ رساں کتا لایا گیا جس نے تخریب کار کو پکڑنے کا مظاہرہ کیا۔

دوسرے مظاہرے میں ناصر فائر فائٹنگ کی دو منزلہ عمارت کے اوپر آگ لگائی گئی۔ فائر فائٹنگ ٹرک اپنا سائرن بجاتا ہوا آیا۔ اس پر موجود فائر فائٹرز نے رسے کے ذریعہ دو منزلہ عمارت پر پہنچ کر زخمیوں کو رسے کی ہی مدد سے نیچے اتارا۔ قبل ازیں فائر بریگیڈ ٹرک کے ذریعے اوپر کی منزل پر پریشر کے ساتھ پانی پھینکا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

اسی طرح فائر فائٹرز نے رسے کی مدد سے عمارت پر چڑھنے اترنے اور ایک عمارت سے دوسری عمارت تک رسے کی مدد سے پہنچنے کا مظاہرہ کیا اور عمارت سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اس احاطے میں ایک جھونپڑی بنائی گئی تھی۔ اس کو آگ لگائی گئی اور اس کو فائر بریگیڈ ٹرک کے ذریعے پانی سے بجھایا گیا۔ ایک رضا کار نوجوان نے سپیشل لباس پہن کر آگ سے متاثرہ جھونپڑی سے زخمی کو نکالا۔

فیکٹری ایریا، ربوہ کے ایک خادم عبدالرحمان صاحب نے ایک انجن اور ریل گاڑی کے چھوٹے ڈبے بنائے ہیں جو سڑک پر چلتی ہے۔ اس گاڑی پر سوار ہو کر چند اطفال آئے اور انہوں نے خدام کے ساتھ مل کر مارشل آرٹس اور جوڈو کراٹے کے مختلف مظاہرے کئے۔ حاضرین نے ان تمام مظاہروں اور عملی مشقوں کی بہت تعریف کی اور پسند کیا۔

ایوان محمود میں ہونے والی تعمیرات

ایوان محمود میں موجود بعض تعمیرات کی افتتاحی تقریب شام آٹھ بجے شروع ہوئی۔ اس تقریب کا آغاز عشائیہ سے ہوا۔ ایوان

محمود کے غربی سبزہ زار میں مردوں کے لئے اور ہال میں خواتین کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ مہمان خصوصی اور بعض مہمانان کے لئے سبزہ زار کے شمالی جانب کرسیاں اور میز لگا کر سٹیج بنایا گیا تھا۔ اس کے بالمقابل مختلف جگہوں پر میز رکھے گئے تھے۔ پھولوں اور روشنیوں سے سجا ہوا یہ لان اس شام کے حسن کو مزید نکھار رہا تھا۔ مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے تشریف لاتے ہی عشائیہ کا آغاز ہوا۔

تعمیرات ایوان محمود کی افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم سلیم الدین صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے رپورٹ پیش کی۔

سرائے خدمت ایکسٹینشن

انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے الہام وسع مکانک کی روشنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنے مرکزی دفتر کے احاطہ میں 1976ء میں گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا جسے سرائے خدمت کا نام دیا گیا۔ اس کی دوسری منزل 1983ء میں تعمیر ہوئی۔ 2002ء میں اس کی بنیادی ہیئت کو قائم رکھتے ہوئے تزئین و آرائش کی گئی اور 28 فروری 2002ء کو ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تعمیرِ نو اور تزئین و آرائش کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ آپ اس وقت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ اسی روز ایک نئے بلاک کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا جس کی افتتاحی تقریب میں ہم اس وقت شامل ہو رہے ہیں۔

اس دومنزلہ عمارت کے نچلے حصہ میں جدید سہولتوں سے مزین کامن باتھ رومز اور ایک چھوٹا کچن ہے جو ایوان محمود میں ہونے والی مختلف تقاریب کے مواقع پر ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

ایوان محمود کے شمال جنوبی کونے سے سیڑھیاں اس عمارت کی دوسری منزل کو جاتی ہیں۔ جہاں سب سے پہلے لاؤنج ہے اور اس سے ملحق 3 رہائشی کمرے اور ایک سٹور بنایا گیا ہے۔ ان کمروں کو جدید رہائشی سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ان کمروں میں 13 افراد کی رہائش کی گنجائش موجود ہے۔ اور ان تینوں کمروں کے ساتھ ڈریسنگ روم اور اٹیچ باتھ کی سہولت بھی دی گئی ہے۔

اس عمارت کی آرکیٹیکچرل ڈیزائننگ لاہور کے خادم مکرم مدثر احمد صاحب نے کی جبکہ تعمیر کا کام ربوہ کے مکرم مبارک احمد صاحب نے کیا۔

سیمینار ہال

سیمینار ہال کا تعارف کراتے ہوئے مکرم سلیم الدین صاحب نے بتایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان احمدی نوجوانوں کی علمی و عملی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہی ہے اور بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق بہتر اور خوبصورت تبدیلیاں لاتی رہی ہے۔ ایک

عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ کوئی ایسی جگہ میسر ہو جہاں پر ہم اپنے نوجوانوں کے لئے تعلیمی، تربیتی، ادبی اور شعری نشستوں کا بہتر رنگ میں اہتمام کرسکیں تاکہ ہمارے نوجوان ہر علمی میدان میں اپنے ہر ہم عصر سے آگے بڑھ سکیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً اہم میٹنگز اور جدید سہولتوں سے آراستہ ایک ایسے ہال کی ضرورت تھی جہاں ہمارے نوجوان بیک وقت بیٹھ کر اپنی حکمت عملیوں کو زیر بحث لاسکیں۔ چنانچہ اس دیرینہ ضرورت کو بفضل اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ پاکستان نے دور جدید سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے عملی رنگ دیا جس کے نتیجہ میں پہلے سے تعمیر شدہ بیسمنٹ کو ایک ایسا سیمینار ہال بنانے کی توفیق ملی جہاں یکے بعد دیگرے بغیر کسی اندرونی تبدیلی کے ہم مختلف پروگرام کرسکتے ہیں۔

ایوان محمود کی شمالی جانب موجود بیسمنٹ کو سیمینار ہال کی شکل دینے کے کام کا آغاز دسمبر 2004ء میں ہوا جبکہ دو ماہ کی قلیل مدت میں کام مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ اس سیمینار ہال میں جدید ساؤنڈ سسٹم لگایا گیا ہے اور مکمل ایئر کنڈیشنڈ ہال میں ایک سو تیرہ افراد کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں مستقل بنیادوں پر لگادی گئی ہیں۔ اس ہال کی انٹیریئر ڈیزائننگ لاہور کے مکرم قاسم احمد صاحب نے کی۔ جبکہ ہال کے لئے کرسیاں سٹرانگ مین فیصل آباد سے منگوائی گئیں۔

دفتر اطفال

تنظیم اطفال الاحمدیہ کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے نیز مجالس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی نگرانی اور کام میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ایک عرصہ سے ایوان محمود میں ایک بڑے مرکزی دفتر کی ضرورت کا احساس رہتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایوان محمود میں قائم گزشتہ بلڈ بنک کی عمارت کو دفتر اطفال کے طور پر تیار کیا گیا۔ جبکہ تاحال اطفال الاحمدیہ پاکستان کا مرکزی دفتر ایوان محمود میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے مرکزی دفاتر کے ایک کمرہ میں قائم تھا۔

نئے دفتر اطفال الاحمدیہ کے بیسمنٹ سمیت تین فلور ہیں۔ بیسمنٹ میں ایک کمرہ کو دفتر تعلیم جبکہ بقیہ حصہ کو میٹنگ ہال کے طور پر تیار کیا گیا ہے۔ گراؤنڈ فلور پر سیکرٹری عمومی، ایڈیشنل سیکرٹری عمومی، انچارج دفتر کے دفاتر اور کمپیوٹر سیکشن تیار کیا گیا ہے۔ فرسٹ فلور پر دفتر مہتمم اطفال اور دفاتر سیکرٹریان بنائے گئے ہیں۔

رپورٹ کے بعد مکرم و محترم سید محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے جملہ مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور تعمیر کے سلسلہ میں بعض امور کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ محترم مہمان خصوصی نے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بعض مہمانان کو پھولوں کے تحائف تقسیم کئے۔ دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد محترم مہمان خصوصی نے ان تعمیرات کا معائنہ فرمایا جن میں گیسٹ ہاؤس کی ایکسٹینشن، سیمینار ہال، نیٹ کیفے برائے خواتین اور دفتر اطفال الاحمدیہ پاکستان شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کے جملہ عہدیداران جنہوں نے ان تعمیرات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں دن رات کام کیا جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان جملہ ترقیاتی کاموں کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین
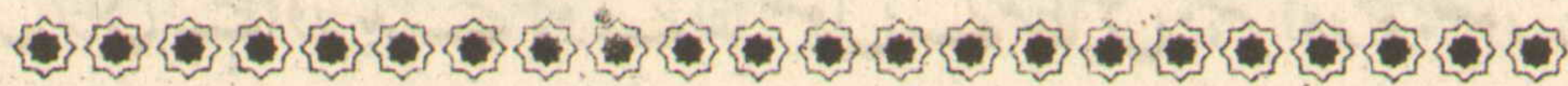
قرار دادِ تعزیت

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان اپنے بھائی مکرم و محترم نصیر احمد انجم صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی والدہ مکرمہ ومحترمہ لطیفاں بی بی صاحبہ زوجہ مکرم عبدالقادر صاحب سابق سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ سرگودھا شہر کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔آپ 20 مئی 2005ء بروز جمعۃ المبارک ربوہ میں تقریباً 70 سال کی عمر میں وفات پا کر اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔اسی روز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوئی اور بعد ازاں قبرستان عام میں تدفین ہوئی۔

آپ مکرم محمد حسن صاحب چک نمبر 98 شمالی ضلع سرگودھا کی بیٹی تھیں۔آپ ایک نہایت مخلص اور خلافت کی فدائی خاتون تھیں۔باوجود ان پڑھ ہونے کے اپنے تمام بچوں کو تعلیم سے آراستہ کیا اور اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کے عزم سے ہی اپنا گاؤں چھوڑ کر سرگودھا شہر منتقل ہوگئی تھیں۔

آپ نے اپنے پسماندگان میں اپنے محترم خاوند کے علاوہ 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ایک بیٹی آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔

آپ کے بڑے بیٹے مکرم بشیر احمد قمر صاحب سابق زعیم انصار اللہ حلقہ مبارک سرگودھا شہر حال نائب نگران دارالاکرام ہوسٹل (بیوت الحمد) ربوہ کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

دوسرے بیٹے مکرم عبدالعزیز صاحب سابق قائد مجلس القمر سرگودھا شہر ہیں۔جو اس وقت سیکرٹری مال حلقہ مبارک سرگودھا اور منتظم تحریک جدید انصار اللہ سرگودھا ہیں۔

اور چھوٹے بیٹے مکرم نصیر احمد انجم صاحب واقف زندگی ہیں جو اس وقت جامعہ احمدیہ میں موازنہ مذاہب کے استاد کے طور پر خدمت کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیک روایات کو ان کے خاندان میں جاری رکھے۔آمین

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ
مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

خطبہ صدارت

(مرسلہ: مکرم ضیاء اللہ قصوری، قصور)

پچھلے دنوں ایک کتاب چھپی ہے۔ ''چلتے ہو تو چین کو چلیئے'' اس کے فاضل مصنف کا کیا عمدہ قول ہے کہ انسان کی صحیح قدر اس کے وطن سے باہر ہی ہوتی ہے جہاں اس کی اصلیت جاننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ سفر وسیلۂ ظفر کا مطلب بھی شائد یہی ہے۔ ان صاحب کا جب چین میں تعارف کرایا گیا کہ یہ اپنے ملک کے نامی گرامی ناول نویس ہیں اور فسانہ آزاد، گؤدان، آگ کا دریا، خدا کی بستی اور آنگن وغیرہ انہی کی تصانیف ہیں تو یہ ہر چند کہ ناول لکھنا تو در کنار ناول پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے فرط عجز وانکسار سے دوہرے ہوگئے۔ کسی بات کی تردید کرنا خلاف آداب جانا۔ ایک اور صاحب کسی کاروبار کے سلسلے میں کسی باہر کے ملک میں گئے اور مَلِک الشعراء ہو کر واپس آئے۔ آقائے حاجی بابا اصفہانی بھی اصفہان آنا خلاف مصلحت جانتے تھے۔ استنبول میں تو یہ ایک رئیس کے داماد ہو کر ٹھاٹ دکھاتے تھے لیکن وطن آتے تھے تو پرانے گاہک بجائے سر آنکھوں پر بٹھانے کے یہی فرمائش کرتے تھے کہ ذرا میرا سر تو مونڈ دیجیو اور ہاں داڑھی بھی تراش دیجیو۔ اللہ بخشے تمہارے باپ کا سا خط بنانے والا اب سارے اصفہان میں کوئی نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ استنبول کی آب وہوا کی تعریف کیا کرتے تھے اور جب تک زندہ رہے وہیں قیام کرنا پسند کیا۔

مقصود اس قصہ کا یہ ہے کہ ہمارا اپنے ہی شہر اور اپنے ہی پرانے کالج میں مہمان خصوصی بن کر آنا ایک طرح کی سنگین غلطی بلکہ غلط کاری ثابت ہوتا لیکن ہم نے اطمینان کر لیا ہے کہ ہمارے اس زمانے کے اساتذہ میں سے کوئی کالج میں بچا ہے تو مروت کے مارے ہماری کسی بات پر یہ نہ کہے گا کہ ہماری بلی ہمیں کو میاؤں۔

صاحبو! ویسے تو ہم آہیں بھر بھر کر اپنے ماضی کی عظمت کی جو جو داستانیں چاہیں بیان کریں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس درسگاہ کے برآمدوں میں دو برس جوتیاں چٹخاتے ہوئے ہم نے نہ کچھ کھویا، سوائے عزت سادات کے۔ اور نہ کچھ پایا سوائے ڈگری کے۔ ہماری کلاسیں ایک طرح سے تعلیم بالغاں کی کلاسیں تھیں۔ ہمارے اساتذہ نے ہمارا عیب وثواب اور نفع نقصان ہمیں پر چھوڑ رکھا تھا کیونکہ ہمارے ہم سبقوں میں ایک دو تو شائد صاحب اولاد بھی تھے۔

ان اساتذہ کے علم وفضل میں کلام نہیں لیکن ان کا فیض صحبت ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکا۔ ہم جیسے چھلے چھلائے اور دُھلے دُھلائے آئے تھے ویسے ہی واپس گئے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہم قطب بنے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے تھے اور ہمارا ستارہ گردش

میں رہا کرتا تھا۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ہم خود گردش میں رہنے لگے اور ہمارا ستارہ کراچی میں بیٹھے بیٹھے آب وتاب سے چمکنا شروع ہوا۔ پھر اخبار جنگ میں آج کا شاعر کے عنوان سے ہماری تصویر اور حالات چھپے۔ چونکہ حالات ہمارے کم تھے لہذا ان لوگوں کو تصویر بڑی کرا کے چھاپنی پڑی اور قبول صورت، سلیقہ شعار، پابند صوم وصلوٰۃ اولادوں کے والدین نے ہماری نوکری، تنخواہ اور چال چلن کے متعلق معلومات جمع کرنی شروع کر دیں۔ یوں عیب بینوں اور نکتہ چینوں سے بھی دنیا خالی نہیں۔ کسی نے کہا یہ شاعر تو ہے لیکن آج کا نہیں۔ کوئی بے درد بولا۔ یہ آج کے تو ہیں لیکن شاعر نہیں۔ ہم بددل ہو کر اپنے عزیز دوست جمیل الدین عالی کے پاس گئے۔ انہوں نے ہماری ڈھارس بندھائی اور کہا دل میلا مت کرو۔ یہ دونوں فریق غلطی پر ہیں ہم تو نہ تمہیں شاعر جانتے ہیں نہ آج کا مانتے ہیں۔ ہم نے کسمسا کر کہا۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ بولے میں جھوٹ نہیں کہتا اور یہ رائے میری تھوڑی ہی ہے سبھی سمجھدار لوگوں کی ہے۔

ابن انشا نام ہم نے نہ جانے کب رکھا تھا اور کیوں رکھا تھا؟ کیوں رکھا تھا کہ توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہمارے اصلی نام میں ایک چوپائے کا نام شامل ہے۔ نیا نام رکھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگ سید انشاء اللہ خاں انشا کی رعایت سے ہمیں بھی سید لکھنے لگے یعنی گھر بیٹھے ہماری ترقی ہوگئی۔ اسی نسبت سے دلّی والوں نے ہمیں اپنا ہم وطن جان کر ہماری زبان پر کم

''خالد'' انٹرنیٹ پر

ماہنامہ ''خالد'' کا انٹرنیٹ ایڈیشن اس وقت جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ (ادارہ)

اعتراض کئے اور دلی مرکنٹائل ہاؤسنگ سوسائٹی والوں نے ایک پرفضا پلاٹ کی ہمیں پیش کش کی۔ لکھنؤ والوں نے البتہ ہماری زبان کے نقائص کے لئے اسی کو بہانا بنالیا کہ ہاں دلی والے ایسی ہی زبان لکھا کرتے ہیں۔ پھر ایک روز ایسا ہوا کہ ایک صاحب نے آ کر ہمارا ہاتھ ادب سے چوما اور کہا۔ واللہ آپ تو چھپے رستم نکلے۔ آپ کا کلام پڑھا اور جی خوش ہوا۔ ہم نے انکسار برتا کہ ہاں کچھ ٹوٹا پھوٹا کہہ لیتے ہیں۔ آپ نے کونسی غزل دیکھی ہماری۔ حافظے پر زور ڈال کر بولے کچھ اس قسم کی ہے، ''کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں''، ہم نے کہا۔ کہاں پڑھی ہے۔ بولے۔ مولوی محمد حسین آزاد کی ''آب حیات'' میں منقول ہے۔

پروفیسر ایوب قادری نے کہ محقق آدمی ہیں اس تقریب سے ہم پر مضمون لکھنے کا بیڑا اٹھایا تو ایک دوست نے مخبری کی کہ انہوں نے انجمن ترقی اردو کے مکتب خانے میں تمام

پرانے تذکرے اور مخطوطے کھنگال ڈالے، کہیں آپ کے حالات نہیں ملے۔ لہذا اب وہ آپ سے ملیں گے۔ اپنے پر مضمون لکھا جانے کا سن کر کون خوش نہیں ہوتا۔ ہم نے کہا ’چشم ماروشن دل ماشاد‘۔ قادری صاحب کے لئے کسی ایسے شخص پر مضمون لکھنے کا یہ پہلا اتفاق تھا جو ابھی مرا نہیں اور قریب المرگ بھی دکھائی نہیں دیتا لیکن ریسرچ کا آدمی کبھی مار نہیں کھاتا۔ آئے تو سوالات سے مسلح ہو کر آئے۔ سب سے پہلے ہمارا اسم گرامی دریافت کیا وہ ہم نے خوشی سے بتا دیا۔ ولدیت بھی۔ عمر ہم اپنی موقع محل کے مطابق دو چار سال گھٹا کر یا بڑھا کر بتایا کرتے ہیں۔ یہاں بڑھا کر بتائی کہ اپنے مہمان خصوصی کو بالکل ہی بچہ نہ سمجھ لیں۔ کہاں پیدا ہوئے تھے اور کیوں پیدا ہوئے تھے کا ہم کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔

شجرہ نسب مانگ رہے تھے۔ ہمارے پاس کہاں سے آتا۔ ہم نے کہا بزرگوں میں اپنے والد کا نام یاد ہے یا ایک اور مورث اعلیٰ کا کہ اپنے زمانے کے مشہور پیغمبر تھے۔ بولے کون، ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کا نام بتایا تو عقیدت سے آدھ موئے سے ہو گئے۔ تعلیم کا پوچھا۔ کچھ ہوتی تو بتاتے۔ فرمایا تعلیم نہیں تو ڈگریاں تو ہوں گی۔ وہ ہم نے بتا دیں۔ کہنے لگے آپ سنا ہے یونیورسٹی میں اوّل آئے تھے؟ انکار کا کچھ فائدہ نہ تھا ہم نے اقبال کیا۔ بولے۔ اس سال ایک سے زیادہ طالب علم تھے کیا؟ اس سوال کو ہم ٹال گئے۔ پوچھا شاعری میں کس کے شاگرد رہے۔ ہم نے ماسٹر چنن سنگھ دلگیر اور چھجو رام تشنہ اور منشی الہ دین چراغ ریواڑوی کے نام لکھوا دیئے۔ قوم، گوت، نوکری، تصانیف اور نہ جانے کیا کیا لکھ چکے تو بولے۔ ہمارے تحقیق کے اصولوں کے مطابق خاصی معلومات جمع ہو گئیں۔ یہ معاملہ کچا رہا کہ آپ کے بزرگ خراسان سے نہیں آئے تھے اور صاحب دیوان وغیرہ نہیں تھے لیکن خیر۔ اب ایک آخری سوال باقی ہے۔ آپ کی تاریخ وفات کیا ہے؟ یہ ہم نے بتانے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ کچھ ملول اور افسردہ واپس گئے۔ خود ہمیں بھی افسوس ہوا کہ اس سلسلے میں ان کی تشفی نہ کر سکے حالانکہ ہمارے ہی بھلے کی کہہ رہے تھے۔

خیر صاحبان اب تو ہماری صدارت کا سفینہ کنارے پر آ لگا۔ ستم وجور ناخدا کہنے کا کیا فائدہ۔ آپ صاحبوں نے مجھے مہمان خصوصی بنایا۔ بہت شکریہ۔ اس میں اتنی تاخیر کی تو اس کا کچھ ملال نہیں۔ ہمارے ملک میں جوہر قابل کی قدر شناسی میں عموماً دیر ہو ہی جاتی ہے۔ واللہ ہمارا دل آپ کی طرف سے صاف ہے۔ یار زندہ صحبت باقی۔ یہ کالج ہماری مادر علمی ہے اور اس سے ہمیں دلی محبت ہے۔ آئندہ بھی آپ حضرات کسی جلسے کی صدارت یا تقسیم اسناد کے لئے یاد فرمائیں گے تو اپنی بے پناہ مصروفیات کو پس پشت ڈالنے میں عذر نہ ہوگا کیونکہ وہ انسان کیا جو کسی کے کام نہ آئے۔ دامے درمے کی بات چھوڑیئے کہ دنیا میں روپیہ ہی سب کچھ نہیں ہے، ہاں

قدمے سخنے اس کالج کی خدمت میں دریغ نہ ہوگا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آج کے جلسے میں زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ شائد یہ ہو کہ اخبار میں جلسے کا اعلان ہو گیا تھا جس میں ہمارا نام بھی درج تھا۔ بہر حال زیادہ مجمع سے اس فقیر گوشہ گیر کا جی ہمیشہ گھبراتا ہے۔ تاہم میں ان اہل ذوق حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو منتظمین یا مضمون پڑھنے والوں یا سندات لینے والوں یا پانی پلانے والوں کے علاوہ یہاں موجود ہیں۔ اگر کوئی ہیں تو! جمیل الدین عالی صاحب کا شکریہ بطور خاص مجھ پر فرض ہے۔ جنہوں نے میرے ایماء پر کالج والوں سے کہا کہ مجھ سے مہمان خصوصی بننے کی درخواست کریں اور اس کے لئے کالج کا پرانا طالب علم ہونے کا عذر یا عذر لنگ ڈھونڈا۔ پھر وہ جلسے میں حاضرین کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے اہل وعیال کو اپنی کار میں بھر کر لائے۔ یہ ان کا دوسرا احسان ہے۔ سچے دوستوں کی پہچان ایسے ہی موقع پر ہوتی ہے اور اب سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ انہوں نے دریوں، کرسیوں، شامیانے، کوکا کولا اور آج کے جلسے کے خرچ کی دوسری تفصیل تیار کر لی ہو تو مجھ سے الگ آ کر ملیں۔ یہ ایک خصوصی معاملہ ہے اور اپنے پیارے کالج کی بات ہے ورنہ تو ایسے جلسوں کا خرچ عموماً میزبان خود ہی اٹھایا کرتے ہیں۔

(ابن انشا۔ خمار گندم)

خدا تعالیٰ ہم سب کو جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

میاں عبدالرشید

یونائیٹڈ آٹوز الیکٹرک ورکس

C/I ورکشاپ میر پور آزاد کشمیر

اپنے بچوں سے دوستی کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے''۔ یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ''اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے''۔

(سنن ابی داؤد. کتاب الادب . باب من یومر ان مجالس)

تو والدین کو بھی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں، کئی دفعہ پہلے بھی میں اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔ اکثر کہتا رہتا ہوں کہ اس مغربی معاشرے میں بلکہ آجکل تو مغرب کا اثر، دجالی قوتوں کا اثر، شیطان کے حملوں کا اثر، رابطوں میں آسانی یا سہولت کی وجہ سے ہر جگہ ہو چکا ہے، تو میں یہ کہہ رہا ہوں شیطان کے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا اور پیدا کرنا چاہئے خاص طور پر ان ملکوں میں جو نئے آنے والے ہوتے ہیں۔ وہ شروع میں تو نرمی دکھاتے ہیں اس کے بعد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ تصور نہیں ہے کہ بچوں سے بھی دوستی پیدا کی جا سکتی ہے تو ان کو پھر یہ احساس دلانا چاہئے یہ ماحول پیدا کر کے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے؟ بچے کو بچپن سے پتہ لگے پھر جوانی میں پتہ لگے۔ ایک عمر میں آ کے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان کو دین کی طرف لانے کے لئے، دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔ اس کیلئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو''۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 جون تا یکم جولائی 2004ء)